28

مرمت مسجد لندن اور چندہ خاص کی تحریکیں

(فرمودہ ۱۱- ستمبر ۱۹۳۱ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

میں نے پچھلے دنوں اپنی جماعت کے لئے دو تحریکیں کی ہیں ایک تحریک تو جماعت کی مستورات کو مخاطب کرکے کی ہے جو مسجد لندن کی مرمت کے لئے چندہ کی اپیل ہے اور دوسری تحریک جماعت کے مردوں کو مخاطب کرکے کی ہے جو سلسلہ کی مالی مشکلات کو دور کرنے، قرضوں کے ادا کرنے اور جلسہ سالانہ کے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ایک ایک ماہ کی آمدنی دینے کے لئے ہے۔ عورتوں کو تحریک اندازاً آٹھ دس ہزار روپیہ جمع کرنے کے لئے کی گئی ہے۔ جو رقم اس امر کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ آج سے دس سال پہلے جب مسجد لندن کی تعمیر کے لئے چندہ کی تحریک کی گئی تو عورتوں نے ۸۳ ہزار روپیہ جمع کر دیا تھا اور اس امر کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ گذشتہ دس سال میں ہماری جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت ترقی کر گئی ہے اور اس امر کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ مومن کا ہر قدم ہمیشہ ترقی کی طرف اٹھتا ہے بالکل معمولی اور ادنیٰ تحریک ہے۔ مگر کام خواہ کتنا ہی معمولی کیوں نہ ہو اگر باقاعدہ جدوجہد سے نہ کیا جائے تو اس کا نتیجہ کبھی خوشگوار پیدا نہیں ہو سکتا۔ ایک زمانہ تھا جبکہ مسلمان دنیا میں چند ہزار بلکہ چند ہزار بھی نہیں صرف چند سَو ہی تھے مگر ان کے ہر کام میں نمایاں طور پر برکت دکھائی دیتی تھی۔ آج ہندوستان میں ہی آٹھ کروڑ سے زیادہ مسلمان بستے ہیں لیکن معمولی معمولی تحریکیں بھی ان میں ضائع ہو جاتی ہیں اور وہ کامیاب ہوتی نظر نہیں آتیں۔ جس کی بڑی وجہ یہی ہے کہ ان میں تنظیم نہیں اور ایسی جدوجہد اور کوشش ان میں مفقود ہے جس کا ہونا کامیابی کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ مسلمانوں میں یا تو اپنی

ذات میں کام کرنے کے لئے کوشش کرنا ہی مفقود ہوتا ہے اور یا وہ صحیح طریق اختیار نہیں کرتے جس کے بغیر کامیابی حاصل ہونا ناممکن ہوتا ہے۔ پس چونکہ یا تو وہ جدوجہد نہیں کرتے یا ایسے طریق اختیار کرتے ہیں جن کے نیک نتائج پیدا ہونے ناممکن ہوتے ہیں اس لئے کثرت تعداد کے باوجود معمولی تحریکیں بھی ان میں کامیاب نہیں ہوتیں۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت میں تنظیم نہایت اعلیٰ درجہ کی ہے اور جماعت جس کام کے پیچھے پڑ جاتی ہے اور نیک نیتی اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے پڑتی ہے اسے کرلیتی ہے اور گو بعض دفعہ حالات مخالف بھی ہوتے ہیں مگر الٰہی نصرت انسانی تدابیر کی کمی کو پورا کردیتی ہے۔

پس گو مسجد لندن کی مرمت کے لئے احمدی خواتین سے جو اپیل کی گئی ہے نہایت معمولی تحریک ہے مگر میں سمجھتا ہوں جب تک تمام جماعتیں منظم کوشش نہ کریں ممکن ہے کامیابی میں دیر لگ جائے۔ ہماری جماعت کی عورتوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اخلاص رکھنے والیوں کی کمی نہیں جیسا کہ مردوں میں بھی مخلصین کا ایک بہت بڑا حصہ موجود ہے۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں اس تحریک کے ساتھ ہی ایسی مثالیں سامنے آنی شروع ہو گئی ہیں جو نہایت ہی اعلیٰ اثر پیدا کرنے والی اور روحانیت کو ابھارنے والی ہیں۔ مثلاً ہماری جماعت میں سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب ایک نہایت ہی مخلص اور نہایت ہی قربانی کرنے والے آدمی ہیں وہ ذاتی طور پر اپنے اموال کا ایک بہت بڑا حصہ تبلیغ کے لئے ٹریکٹ اور رسالے شائع کرنے میں خرچ کرتے رہتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتاب ٹیچنگز آف اسلام یعنی "اسلامی اصول کی فلاسفی" "ایکسٹریکٹ فرام ہولی قرآن" اور "احمد" جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں سے ہی اسلامی مسائل پر گہری روشنی ڈالی گئی ہے اور اسی طرح بعض اور رسائل اپنے ذاتی خرچ پر شائع کرچکے ہیں۔ اور ایک ایک کتاب کے چھ چھ سات سات ایڈیشن نکل چکے اور ہزاروں کی تعداد میں یہ کتابیں دنیا میں پھیل چکی ہیں۔ ان کی اہلیہ کے متعلق جو اخلاص میں انہی کے رنگ میں رنگین ہیں اطلاع ملی ہے کہ وہ کئی سالوں سے اپنے جیب خرچ کی رقم سے کچھ نہ کچھ پس انداز کرتی آرہی تھیں اور اس وقت ایک ہزار روپیہ انہوں نے جمع کرلیا تھا مگر باوجود اس کے کہ میں نے بھی لکھا تھا کہ یہ اس قسم کی عظیم الشان تحریک نہیں جیسی مسجد لندن کی تعمیر کے لئے کی گئی تھی اور میں نے لکھا تھا تمام جماعتوں کی خواتین تھوڑا تھوڑا کرکے یہ بوجھ اٹھائیں اور جس قدر آسانی سے چندہ دے سکتی ہیں دیں اور باوجود اس کے کہ دوسروں نے

بھی انہیں مشورہ دیا کہ اس جمع کردہ روپیہ میں سے ایک حصہ اپنے لئے رکھ لیں انہوں نے ساری کی ساری رقم جو کئی سال سے جمع کر رہی تھیں مسجد لندن کی مرمت کے لئے خدا کے راستہ میں دے دی۔ بعض عزیزوں نے بھی انہیں کہا کہ آپ ایک لمبے عرصہ سے یہ رقم ایک کام کے لئے جمع کر رہی تھیں اس لئے کچھ حصہ اس میں سے اپنی ضروریات کے لئے رکھ لیں مگر انہوں نے کہا نیک کاموں کے لئے روز روز کہاں موقعے ملتے ہیں بجائے اس کے کہ یہ مال میں دنیا میں جمع کروں چاہتی ہوں کہ خدا کے بنک میں جمع ہو جائے۔ اس قسم کی اگر ہماری جماعت میں سے چند خواتین ہی مثالیں پیش کر دیں تو مطلوبہ رقم کا فوراً پورا ہو جانا کچھ بھی بڑی بات نہیں اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ ہماری جماعت جو لاکھوں افراد کا مجموعہ ہے اس میں سے چند بھی ایسی مثالیں نہ مل سکیں۔ اس میں شبہ نہیں ہماری جماعت ایک غریب جماعت ہے مگر اس میں بھی شبہ نہیں کہ آٹھ دس ہزار روپیہ کی تحریک بھی کوئی بڑی تحریک نہیں۔ اور جو لاکھوں کی جماعت ہو اس کے ایک ہزار میں سے کوئی ایک، دو ہزار میں سے کوئی ایک، یا چار ہزار میں سے ہی کسی ایک ایسی مالدار عورت کا ملنا بڑی بات نہیں جو اتنی قربانی کر سکے اور گو وہ آج کل کے مالدار ہونے کے معیار کے لحاظ سے مالدار نہ کہلائیں کیونکہ اب تو وہ زمانہ ہے کہ لاکھ پتی بھی مالدار نہیں کہلا سکتے۔ صرف کروڑ پتی مالدار سمجھے جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی خدا تعالیٰ کے دین کی اشاعت میں وہ اپنے اموال کا ایک بڑا حصہ دے کر دوسروں سے نمایاں درجہ حاصل کر سکتی ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہزاروں روپیہ رکھنے والوں کا ہماری جماعت میں بھی فقدان نہیں۔ پس اس قسم کی اگر چند عورتیں ہی کھڑی ہو جائیں تو صرف وہی تمام رقم پوری کر سکتی ہیں۔ لیکن اس کے لئے ضرورت ہے اخلاص کی اور ضرورت ہے اس تڑپ کی کہ انسان اپنا مال خدا کا مال سمجھے۔ یہ مثال تو ایک نیک اور مالدار خاتون کی میں نے سنائی ہے اسی طرح ملک کے دوسرے سرے یعنی سرحد کی طرف بھی ایک خاتون نے نہایت قابل قدر ایثار دکھایا۔ وہاں بھی ہماری مقامی جماعت کے امیر نے مسجد لندن کی مرمت کے لئے چندہ کی تحریک کی۔ ان کی اہلیہ کے پاس صرف ایک زیور تھا اور وہ سونے کی ڈنڈیاں تھیں۔ انہیں انہی دنوں میں نے ایک کام کے لئے یہاں بلایا تھا انہوں نے سنایا چلتی دفعہ میری بیوی نے مجھے کہا میرے اور میرے بچوں کے لئے حضرت صاحب سے خاص دعا کرانا۔ انہوں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہیں لکھا ہے یا کسی سے میں نے آپ کی یہ روایت سنی ہے کہ خاص دعا کے لئے خاص تحریک کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ قربانی سے ہو سکتی ہے۔ جب آپ خاص دعا

کرانا چاہتی ہیں تو اس کے لئے قربانی بھی کریں- انہوں نے اپنا زیور اتار کر دے دیا اور کہا میری طرف سے قادیان میں یہ چندے کے طور پر دیدیں- غرض ہر طبقہ میں ایسی مثالیں پائی جاتی ہیں کہ اس تحریک کے موقع پر انہوں نے خاص طور پر جوش دکھلایا- اسی طرح غرباء کی جماعت میں سے نابھہ کی احمدی عورتوں کی مثال قابل تقلید ہے- وہاں زیادہ سے زیادہ دس گیارہ آدمی ہوں گے اور وہ بھی نہایت قلیل تنخواہیں لیتے اور مالی لحاظ سے بہت معمولی حیثیت رکھتے ہیں ان کی حیثیت معمولی کلرکوں سے بڑھ کر نہیں اور پھر ریاست کے کلرک تو بہت ہی نچلے درجہ میں ہوتے ہیں- جن ریاستوں کے کمانڈر انچیف کی تین تین سو روپیہ تنخواہ ہو ان کے کلرکوں کی جو مالی حیثیت ہوگی وہ کسی سے مخفی نہیں ہو سکتی لیکن اس جماعت کی طرف سے جو رپورٹ آئی ہے وہ بہت ہی خوش کن ہے- ان کی مجموعی رقم کا اگرچہ میں صحیح طور پر اندازہ نہیں کر سکا کیونکہ اس میں چاندی کے زیورات کی جو رقم شامل تھی وہ میں پڑھ نہیں سکا لیکن اگر اس رقم کا قلیل سے قلیل اندازہ بھی ہو تو بھی ستّر اسّی روپیہ سے کم نہیں بنتے- اور میں سمجھتا ہوں اس وقت تک جن جن جماعتوں کی طرف سے رپورٹیں پہنچتی ہیں ان میں سے نابھہ کی جماعت کو اس قربانی میں دوسری جماعتوں پر فوقیت حاصل ہے- اور میں اس موجودہ رپورٹوں کی بناء پر دوسری تمام جماعتوں پر ترجیح دیتا ہوں- دراصل مقابلہ ہمیشہ دو قسم کا ہوتا ہے- ایک فردی مقابلہ ہوتا ہے اور ایک جماعت کا دوسری جماعت سے مقابلہ ہوتا ہے- اس مقابلہ میں جو بحیثیت جماعت ہے نابھہ کی جماعت کو فوقیت حاصل ہے- قادیان کی مستورات ہمیشہ چندہ میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہی ہیں مگر ان میں اب ایک مرض پیدا ہو گیا ہے اور اچھے بھلے آدمی کو بھی جب کوئی مرض ہو جائے تو اس میں پہلی سی طاقت نہیں رہتی اور وہ کمزوری محسوس کرتا ہے- وہ مرض یہاں کے مردوں میں بھی ہے اور عورتوں میں بھی- اور وہ یہ کہ جس مجلس میں مَیں تقریر کروں اس میں تو لوگ جمع ہو جاتے ہیں مگر جس مجلس میں خلیفہ وقت نہ ہو عموماً کہا جاتا ہے کہ وہ مجلس مزے دار نہیں اور اسی لئے اس میں کئی لوگ شامل نہیں ہوتے- اس دفعہ چندہ کی تحریک کے موقع پر میں بیمار تھا دوسرے میں یہ بھی چاہتا تھا کہ یہ مرض دور ہو اس لئے میں نے کہا کہ تحریک چندہ کے متعلق عورتوں کے جلسہ میں مَیں شامل نہیں ہوں گا- نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے جہاں بعض دفعہ میری تقریر پر ہزار ہزار عورتیں جمع ہو جایا کرتی تھیں اس دفعہ معلوم ہوا ہے کہ زیادہ سے زیادہ دو سَو عورتیں ہوں گی اور چندہ جو زیورات وغیرہ ملا کر ہوا وہ چار سوا چار سو کے قریب ہے حالانکہ اگر صحیح طور پر کوشش کی جائے تو

ایک ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ روپیہ جمع ہو جانا قادیان میں معمولی بات ہے۔ اس میں شبہ نہیں یہ سخت مالی مشکلات کے دن ہیں اور تجارت پیشہ لوگوں اور مزدور طبقہ کو بھی غیر معمولی تنگی محسوس ہو رہی ہے لیکن اگر اخلاص اور محبت الٰہی کو مد نظر رکھتے ہوئے کوشش کی جائے تو اس رقم کا جمع ہو جانا مشکل امر نہیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ قادیان کی جماعت جو ہمیشہ دوسروں کے سامنے اپنا نمونہ رکھا کرتی ہے اس موقع پر بھی پیچھے نہیں رہے گی۔ میں نے عزم کیا ہوا ہے کہ میں اس تحریک کے لئے کوئی خاص علیحدہ تقریر نہیں کروں گا کیونکہ اس کا یہ مطلب ہو گا کہ گویا لوگ خلیفہ وقت کے لئے چندہ دیتے ہیں خدا کے لئے چندہ نہیں دیتے حالانکہ مومنانہ نیت تو یہ ہونی چاہئے کہ چندہ دیتے وقت خواہ کوئی بھی معزز آدمی پاس نہ ہو خواہ کوئی بھی بڑا آدمی دیکھنے والا نہ ہو، خواہ کوئی بھی تعریف کرنے والا نہ ہو، خواہ کوئی بھی تعظیم کرنے والا نہ ہو اور خواہ کوئی بھی داد دینے والا نہ ہو تب بھی محض اس لئے کہ اس چندہ کے دینے سے میرا خدا مجھ سے خوش ہو گا اور اس کی رضاء اور محبت مجھے حاصل ہو گی انسان چندہ دے اور وہ کام کرے جس کے کرنے کا اسے حکم دیا جائے۔ پس قادیان کی احمدی خواتین کو اپنے نمونہ اور عمل سے اپنے دلی اخلاص اور ایمان کا ثبوت دینا چاہئے۔

ہاں مجھے یاد نہ رہا ایک خاندان کی مثال بھی اس چندہ کی تحریک میں قابل تقلید ہے اور وہ ڈسکہ کی جماعت کا چندہ ہے دفتر محاسب کی رپورٹوں میں اس کا ذکر تھا۔ وہاں چودھری نصراللہ خان صاحب مرحوم کے خاندان کا مقام ہے ان کا چندہ بھی نہایت اعلیٰ درجہ کا ہے اور چودھری ظفراللہ خان صاحب کے خاندان نے اس میں جوش اور اخلاص سے حصہ لیا اور اس جگہ کی جماعت نے بھی اپنے چندہ کی رقم معمولی حالت سے زیادہ ادا کی ہے۔ اب میں مردوں کی تحریک کو لیتا ہوں۔ اس وقت ہندوستان کی مالی حالت سخت پریشان کن ہے بلکہ ہندوستان کی ہی کیا ساری دنیا کی حالت مالی لحاظ سے ایسی کمزور ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے فرشتے دنیا سے روپیہ اٹھا کر لے گئے ہیں۔ زمینداروں کی حالت تو ایسی ہے کہ سنگدل سے سنگدل انسان کو بھی ان کے حالات سنکر رحم آجاتا ہے مگر اقتصادی لحاظ سے دنیا کی حالت خواہ کتنی ہی خراب کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ کے کام کبھی رکا نہیں کرتے بلکہ حق یہ ہے کہ خدا کے کام رکنے نہیں چاہئیں۔ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں مسلمانوں کی حالت جس قدر کمزور تھی اس کو مد نظر رکھتے ہوئے موجودہ زمانہ کی خرابی کی حالت بھی اچھی ہے۔ وہاں تو ہمیں یہ نمونہ نظر آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ دشمنوں سے لڑ

رہے ہیں صحابہؓ آپ ﷺ کے ساتھ ہیں مگر فاقہ اور بھوک کی وجہ سے انہوں نے اپنے پیٹوں پر پٹیاں باندھی ہوئی ہیں۔ مگر یہ نمونہ اب کہاں نظر آتا ہے زمینداروں کو بے شک زیور بیچ کر مالیہ ادا کرنا پڑا مگر انہیں فاقے نہیں آئے پھر یہاں کی اقتصادی حالت کی خرابی غلہ کی ارزانی کی وجہ سے ہے مگر وہاں چیزوں کے فقدان کی وجہ سے تھی۔ یہاں غلہ تو ہے مگر روپیہ نہیں مگر وہاں نہ روپیہ تھا نہ غلہ باوجود اس کے صحابہ کرام نے بڑی بڑی قربانیاں کیں اور ایسی عظیم الشان قربانیاں کیں کہ آج تک یادگار زمانہ ہیں۔ پس دین کے کام پر قحط کا اثر نہیں پڑتا اور نہیں پڑنا چاہئے چونکہ دنیا کی مالی حالت کو دیکھتے ہوئے خطرات بہت زیادہ ہیں اور ہماری جماعت پر ستّر اسّی ہزار روپیہ کا قرضہ ہے اس لئے ضروری ہے کہ اس سال ہم یہ تمام قرض اتار دیں ممکن ہے اگلے سال مالی حالت اور بھی زیادہ کمزور ہو جائے اور ہمارے لئے قرض اتارنا قریباً ناممکن ہو جائے اسی لئے میں نے جماعت کے احباب سے اپیل کی ہے کہ وہ ایک ایک ماہ کی آمدنی ان اخراجات کو پورا کرنے کے لئے ادا کردیں۔ یہ چندہ خاص ایسا ہے کہ اس میں چندہ ماہواری اور چندہ جلسہ سالانہ بھی شامل ہے اس لئے یہ پہلی تحریکوں کے مقابلہ میں معمولی تحریک ہے۔ پہلے جب میں نے ایک ایک ماہ کی آمدنی دینے کی تحریک کی اس وقت چندہ ماہواری چندہ جلسہ سالانہ، چندہ خاص میں شامل نہیں ہوتا تھا۔ مگر اب کی مرتبہ چندہ ماہواری بھی اس میں شامل ہے اور چندہ جلسہ سالانہ بھی گویا اصل چندہ خاص صرف ساٹھ فیصدی کے قریب رہ جاتا ہے حالانکہ ہماری جماعت اس سے پہلے سو سو فیصدی چندہ بھی دے چکی ہے۔ زمینداروں کی مالی حالت بے شک خراب ہے مگر ملازموں کی حالت ان سے بدرجہا اچھی ہے کیونکہ چیزیں سستی ہو گئیں مگر ان کی تنخواہ وہی ہے جو انہیں پہلے ملا کرتی تھی میں نے اندازہ لگایا ہے کہ اگر ہماری جماعت معمولی جدوجہد سے بھی کام لے تو ڈیڑھ لاکھ روپیہ بخوبی جمع ہو سکتا ہے جس میں سے ساٹھ ہزار کی رقم معمولی چندہ کے طور پر کام آسکتی ہے اور بقیہ ستّر اسّی ہزار روپیہ پچھلے قرضوں کی ادائیگی کے لئے رہ جائے گا۔ مگر پھر بھی وہ کمی رہ جاتی ہے جس کا بجٹ کے بناتے وقت خیال نہیں رکھا گیا۔ شروع سال میں ہمارا بجٹ جن اصول پر بنایا گیا وہ رقم دوران سال میں حاصل نہیں ہوئی کیونکہ ہماری جماعت کا زیادہ تر حصہ زمینداروں پر مشتمل ہے اور زمینداروں سے اس سال یا تو آمد ہوئی ہی نہیں یا ہوئی ہے تو بہت کم اور اس کی وجہ یہی ہے کہ غلہ کی قیمت گر گئی۔ اور اس طرح پہلے جو رقم زمینداروں کی طرف سے ملا کرتی تھی اس کا اب بعض دفعہ چوتھائی حصہ ملتا ہے۔ مثلاً کسی زمیندار نے اگر سَو من غلہ دیا

ہے تو پہلے اس کی قیمت میں ساڑھے چار سو کے قریب روپیہ مل جاتا تھا مگر اب سو سوا سو کے قریب ملتا ہے اور گو زمیندار غلہ اتنا ہی دیتے ہیں جتنا پہلے دیا کرتے تھے مگر اب چونکہ قیمتیں گر گئی ہیں اس لئے پہلے جتنی آمدنی نہیں ہوتی کیونکہ زمیندار جو چندہ دیتے ہیں بصورت غلہ دیتے ہیں بصورت روپیہ نہیں دیتے۔ پس قدرتی طور پر آمدنی پر اس کا اثر پڑا اور ضرورت محسوس ہوئی کہ چندہ خاص کی تحریک کی جائے۔ احباب نے اس تحریک میں حصہ لیا ہے مگر ابھی ضرورت ہے کہ اور بھی زیادہ جوش اور اخلاص سے کام کیا جائے اور جلد سے جلد مطلوبہ رقم کو پورا کیا جائے۔ یہ کام ہم میں سے کسی کا ذاتی نہیں بلکہ خدا کا کام اور اس کے دین کی اشاعت کا فرض ہے اس کے لئے ہمیں جس قدر بھی قربانیاں کرنی پڑیں چاہئے کہ ہم ہر وقت وہ قربانیاں کرنے کے لئے تیار رہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کے لئے اور محض اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے صحابہ نے اپنے پیٹ پر پتھر باندھے اور کام کیا تو ہمیں بھی تیار رہنا چاہئے کہ اگر کسی وقت ہمیں ایسی ہی قربانی کرنی پڑے تو اس وقت ہم خوشی اور بشاشت کے ساتھ اس میں حصہ لیں۔ کئی دوست ہیں جو مجھ سے کہا کرتے ہیں کہ میں جماعت سے ایسی ہی قربانی کا مطالبہ کروں مگر میں انہیں کہا کرتا ہوں کہ یہ قربانی اسی وقت جائز ہو سکتی ہے جب ضرورت محسوس ہو اور جب اس کے بغیر کام نہ چل سکتا ہو مثلاً جب معمولی چندوں سے بھی کام نہ چلے اور جب اور کوئی طریق باقی نہ رہے تو اس وقت یہ مطالبہ بھی کیا جا سکتا ہے پس اگر ایسا ہی زمانہ آنے والا ہو تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اسی طرح دینی کام نہ کریں جس طرح رسول کریم ﷺ کے وقت صحابہ کرام کرتے آئے انہوں نے فاقے کئے، پیٹوں پر پتھر باندھے اور خدا کے دین کو پھیلایا۔ مگر اس وقت یہ مطالبہ کسی ایک شخص سے نہیں کیا جائے گا بلکہ ساری جماعت سے کیا جائے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ بعضوں کو لے لیا جائے اور بعضوں کو چھوڑ دیا جائے بلکہ اگر غریبوں سے اس قربانی کا مطالبہ کیا جائے گا تو امیروں سے بھی کیا جائے گا اسی طرح یہ بھی نہیں ہو گا کہ کارکنوں سے مطالبہ کیا جائے اور غیر کارکنوں سے نہیں بلکہ جب مطالبہ کیا جائے گا تو کارکنوں اور غیر کارکنوں دونوں سے کیا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا اپنے خوردونوش کے لئے ہم سے معمولی رقم لے لو اور اپنا سب کچھ خدا کے رستہ میں دے دو۔ کارکنوں کو بھی اس وقت ہم یہی کہیں گے کہ روٹی کھاؤ اور سال میں صرف دو جوڑے کپڑوں کے ہم سے لو اور اللہ تعالیٰ کے دین کا اسی جوش اور اخلاص سے کام کرتے رہو جس طرح پہلے کرتے ہو۔ مگر یہ زمانہ ابھی نہیں آیا اور ہم نہیں جانتے یہ زمانہ آئے گا بھی یا نہیں مگر ایسے موقعوں کے لئے بھی مومن تیار

رہتے ہیں اور کبھی اپنے دلوں میں تنگی محسوس نہیں کرتے بلکہ خوش ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قربانی کا موقع دیکر اپنے قرب میں بڑھانے کا سامان پیدا کیا- اس تحریک کے موقع پر جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت کے احباب نے اس تحریک کو نہایت خوشی سے سنا اور انہیں یوں محسوس ہوا کہ گویا ایک انعام ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لئے نازل ہوا مگر اس میں بھی شبہ نہیں کئی ایسے ہیں جو کمزوری دکھاتے ہیں اور چندہ نہ دینے کے لئے بہانے ڈھونڈتے ہیں اور مجھ سے بھی پوچھتے ہیں کہ ایسے موقع پر ہم کیا کریں- میں اس قسم کے تمام لوگوں کو یہ جواب دینا چاہتا ہوں کہ ہر شخص کا اپنا معاملہ خدا کے ساتھ ہے وہ اپنے حالات کو دیکھ کر اپنے دل سے فتویٰ پوچھ سکتا ہے میرا یہ کام نہیں کہ میں تمام افراد کا انفرادی لحاظ سے اندازہ لگاؤں بلکہ میرا کام یہ ہے کہ میں تمام افراد کا بحیثیت جماعت اندازہ لگاؤں اور ان کے سامنے ان کے حالات کے مطابق ایک تحریک رکھ دوں- آگے ہر شخص اپنے اپنے حالات کے رو سے خدا کے حضور جواب دہ ہے- میں جس وقت تمام جماعت کا اندازہ لگا کر اس کے سامنے ایک تحریک رکھ دیتا ہوں تو میں اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتا ہوں- باقی یہ کہ یہ لوگ کس طرح عمل کریں یہ ہر شخص کی اپنی ذمہ داری کا کام ہے- میرا فتویٰ جماعت کے متعلق تو ہو سکتا ہے مگر افراد کے متعلق نہیں ہو سکتا- میں جماعت کو تو یہ کہہ سکتا ہوں کہ لاؤ ایک ایک مہینے کی تنخواہ دے دو مگر میں افراد کو اس طرح نہیں کہہ سکتا کیونکہ ممکن ہے کسی کی حالت ایسی ہو کہ وہ اتنی قربانی نہ کر سکے اور ممکن ہے وہ بہانے ہی بناتا ہو- اور محض اپنے نفس کی آرام طلبی کے لئے مقررہ چندہ دینے سے ڈرتا ہو- پس ایسا شخص اپنی ذات کے متعلق خدا کے حضور جواب دہ ہوگا تو میں اسے چھوڑ دوں گا مگر خدا کے حضور اسے جواب دینا پڑے گا- پس ایسے شخصوں کو بجائے مجھ سے فتویٰ پوچھنے کے اپنے دل سے فتویٰ پوچھنا چاہئے اگر کوئی شخص مخلص ہو اور اس کے پاس واقعی روپیہ نہ ہو اور وہ حیران ہو کہ ایسے موقع پر کیا کرے تو میں اس کو یہی جواب دوں گا کہ اگر میری کسی وقت ایسی حالت ہو مجھے خدا کے دین کی امداد کیلئے پکارا جائے اور میرے پاس کوئی روپیہ نہ ہو تو میں اس رقم کو اپنے ذمہ قرض سمجھوں گا اور جب میری حالت ادائیگی کے قابل ہوگی اس وقت میں وہ روپیہ ادا کر دوں گا- پس اگر کوئی شخص صوفیانہ طور پر مجھ سے فتویٰ پوچھے تو میں اسے یہی کہوں گا کہ میں تمہاری ذات کے متعلق تو کوئی فتویٰ نہیں دے سکتا لیکن میں اپنے متعلق کہہ سکتا ہوں کہ اگر کسی وقت میری ایسی ہی حالت ہو اور میں کسی صورت

میں بھی چندہ نہ دے سکوں تو میں سمجھوں گا کہ اتنا چندہ میرے ذمہ قرض ہے، حالات کے بدلنے پر یا اتنے عرصہ تک میں وہ رقم قرض سمجھتے ہوئے خدا کے رستہ میں دیدوں گا کیونکہ خدا کے قرض ہمیشہ ادا کئے جاتے ہیں۔ جب دنیا کے قرض ادا کرنے کے لئے لوگ کوششیں کرتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں خدا کا قرض اتارنے کی فکر نہ کی جائے۔ پس اس نیت کے ماتحت اگر دوسرے ہی دن میری حالت بدل جاتی ہے تو اسی وقت مقررہ رقم ادا کرنے کی میں کوشش کروں گا۔ اس معاملہ میں میں قادیان کی جماعت کو خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں اور انہیں کہنا چاہتا ہوں کہ انہیں دوسروں کے لئے نمونہ بننا چاہئے۔ آج سے دس سال پہلے قادیان اور لاہور کی جماعتیں لوگوں کے سامنے بطور نمونہ ظاہر ہوا کرتی تھیں مگر افسوس ہے لاہور اس کے بعد گر گیا جس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں کے امیر اور کاموں میں مصروفیت کی وجہ سے جماعت کے کاموں کی طرف توجہ نہ کر سکے مگر اب لاہور کی جماعت پھر اٹھ رہی ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ وہاں کے مقامی امیر اور دوسرے لوگوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ جماعت کی ترقی کی کوشش کر سکیں۔ میں نے پچھلے دنوں انہیں کچھ نصیحتیں کی تھیں جس کے بعد مجھے بتایا گیا ہے کہ اب ان میں بیداری کے آثار دکھائی دیتے ہیں۔ مگر جو خبریں وہاں سے آئی ہیں وہ ابھی ایسی نہیں کہ انہیں لوگوں کے سامنے بطور نمونہ پیش کیا جا سکے۔ بہت سی جماعتیں ایسی ہیں جو ان سے بہت زیادہ اچھا نمونہ دکھا رہی ہیں۔ پس ابھی انہیں اور کوشش کی ضرورت ہے اسی طرح قادیان کی جماعت کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیشہ عزت کے مقام کو محفوظ رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے جو مقام ایک دفعہ کھویا جائے وہ دوبارہ بڑی مشکلوں کے بعد حاصل ہوا کرتا ہے۔ جس طرح گرے ہوئے آدمی کا اٹھنا مشکل ہوتا ہے اسی طرح جو ایک دفعہ کسی عزت کے مقام سے نیچے گر پڑے اس کا دوبارہ وہی مقام حاصل کرنا بہت بڑی قربانیوں اور کوششوں کا متقاضی ہوتا ہے۔ پس یاد رکھو اگر اس چندے کے موقع پر تم لوگ پیچھے رہ گئے تو سالہا سال کی قربانیوں سے بھی یہ مقام جو تمہیں اب میسّر ہے حاصل نہیں ہو سکے گا کیونکہ جب ایک جماعت پیچھے رہ جاتی ہے تو دوسری جماعتیں آگے بڑھتی ہیں اور ان کا جوش اور اخلاص بڑھ جاتا ہے اور پھر وہ نہیں چاہتیں کہ کوئی اور جماعت ان سے بڑھ سکے۔ پس ان کی کوششیں نمایاں مقام حاصل کر جاتی ہیں اس لئے اپنے اول ہونے کے مقام کو کبھی ضائع نہ ہونے دو کہ یہ نہایت قیمتی مقام ہے۔ کئی دشمن ہیں جو کہا کرتے ہیں کہ قادیان کے مقامی لوگ خلیفۂ وقت کے رُعب کی وجہ سے اور اس کے زور اور دباؤ کی وجہ سے چندہ دیتے ہیں لیکن دشمن کی گواہی اس کی

زبان کی گواہی ہوتی ہے اور تمہاری گواہی تمہارے دل کی گواہی ہوگی۔ اگر تم اپنے دلوں میں محسوس کرتے ہو کہ تم کسی دباؤ کی وجہ سے چندہ دیتے ہو تو سمجھ لو کہ تمہارا روپیہ یہاں بھی ضائع ہوا اور اگلے جہان میں بھی اس دنیا میں بھی تم نے اپنے اموال میں کمی کی اور اگلے جہان میں بھی ثواب حاصل نہ کیا لیکن اگر سمجھو کہ تم محض خدا کے لئے چندہ دیتے ہو اور اس قدر اپنے اندر اخلاص اور ایمان رکھتے ہو کہ اگر خدا کے دین کے لئے تمہیں اپنے اموال قربان کرنے پڑیں تو تم تیار ہو' عزت قربان کرنی پڑے تو تیار ہو' عزیزوں اور رشتہ داروں کو چھوڑنا پڑے تو تیار ہو' وطن کو قربان کرنا پڑے تو تیار ہو' تو دشمن خواہ کس قدر ربکواس کرے تمہارا معاملہ تمہارے خدا کے ساتھ ہے اور وہ تمہیں اس اخلاص اور نیکی کا اپنے حضور عظیم الشان بدلہ دے گا۔ میں جمعہ کے بعد سیالکوٹ جانے والا ہوں عصر کی نماز جمعہ کے ساتھ ہی انشاءاللہ پڑھا دوں گا خطبہ مجھے چھوٹا پڑھنا چاہئے تھا مگر لمبا ہو گیا۔ میں امیر کے متعلق چلتے ہوئے اعلان کرا دوں گا دو یا تین دن باہر رہوں گا میں امید کرتا ہوں کہ مقامی کارکن بہت جلد یہاں کی جماعت کے چندہ کو میرے سامنے پیش کریں گے۔ مقامی عہدیداروں کو چاہئے کہ کارکن جنہیں رقوم ان کے عملوں سے ملتی ہیں۔ بہت جلد ان کے بل پاس کرا کے چندہ کی رقمیں ادا کر دیں تا ایسا نہ ہو کہ یہاں کے کارکن دوسرے لوگوں سے پیچھے رہ جائیں اگر اس میں غفلت ہوئی تو کارکنوں کا قصور ہو گا کہ انہوں نے اول ہونے کے ثواب میں یہاں کے لوگوں کو شامل ہونے سے روکا۔ لوگ تیار ہیں صرف یہ چاہئے کہ ان کے بل پاس کرا کے رقمیں وصول کرلی جائیں باقی اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ وہ ان مشکلات اور مصائب کے دنوں کو دور فرمائے۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ میں انہیں مصائب کے دن سمجھتا ہی نہیں کیونکہ مومن کا دل اتنا وسیع ہوتا ہے کہ وہ مصیبت کو مصیبت ہی نہیں سمجھتا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا آغاز الحمد للہ[1] سے کیا پس مومن کا تو کام ہی یہ ہے کہ وہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے اور وہ یہی کہتا ہے کہ جو خدا کی طرف سے حالت نازل ہوئی وہی اچھی ہے۔ اگر بظاہر بری نظر آتی ہے تو وہ میری آنکھوں کا قصور ہے۔

حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے ایک چور کو اپنی آنکھ سے چوری کرتے دیکھا۔ انہوں نے اسے کہا دیکھ تجھے اصلاح کرنی چاہئے۔ وہ کہنے لگا خدا کی قسم! میں نے چوری نہیں کی حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا میری آنکھوں نے غلطی کی مگر تیرے قول کو میں نے سچا مان لیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام اگر ایک چور کو کہہ سکتے ہیں کہ میری آنکھیں جھوٹی ہیں مگر تو جھوٹا نہیں تو

کیا ہم ایسے ہیں کہ ہم اپنی آنکھوں کو سچا اور خدا کو جھوٹا سمجھ لیں۔ اگر حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی آنکھوں پر چور کے قول کو ترجیح دی تو کیا ہم خدا کی بات کو اپنی سمجھ پر ترجیح نہیں دے سکتے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ[1] یعنی ہماری طرف سے جو بھی حالت پیدا کی جاتی ہے اس کا نتیجہ ہمیشہ حمد ہوتا ہے۔ مثنوی رومی والے بھی فرماتے ہیں۔

ہر بلا کیں قوم راحق دادہ اند زیر آں گنج کرم بنہادہ اند

کہ خدا کی طرف سے جو مصیبت کسی قوم پر آتی ہے اس کے نیچے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا خزانہ مخفی ہوتا ہے۔ پس ہم تو ان ایام کو مصیبت کے ایام سمجھتے ہی نہیں مگر جو سمجھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ وہ اسے استقلال اور استقامت عطا فرمائے اور جو اسے نعمت سمجھتا ہے ایسا شخص کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ خدا کے ہاتھ میں ہوتا اور عذاب خدا کی طرف سے دوسروں پر نازل ہوا کرتے ہیں اس کی طرف نہیں آیا کرتے۔

(الفضل ۱۷۔ ستمبر ۱۹۳۱ء)

---

[1] الفاتحۃ:۲